تعزیتی شذرات

جانشینِ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنعم بخاری کی وفات

(ماہنامہ الرشید لاہور)

۲۴ / اکتوبر ۱۹۹۵ء کو علی الصبح پورے ملک میں کسی کسی جگہ مکمل اور اکثر جگہ سورج کے اکثر حصے کو گرہن لگنا تھا۔ اس دن سے پہلے شب پونے گیارہ بجے علم کا ایک سورج غروب ہو چکا تھا۔ ساڑھے سات بجے کے قریب مجھے حضرت سید نفیس الحسینی (نفیس رقم) مدظلہ نے فون کر کے کرب ناک لہجے میں فرمایا کہ حافظ صاحب! مولانا سید عطاء المنعم..... انہوں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھ کر پوچھا کیا ان کا انتقال ہو گیا تو جواب ملا کہ ہاں رات کو وہ واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خاصے عرصے سے ان کی شدید علالت کی خبریں آرہی تھیں اور عزیز محترم سید محمد کفیل بخاری سلمہ اللہ نے کئی دفعہ کہا بھی کہ نہ جانے کب موت کا بلاوا آجائے زندگی میں ان سے جا کر مل آؤ۔ اور ایک ہفتہ قبل حضرت شاہ صاحب سے پروگرام بنا تھا کہ کسی دن شالیمار پر لاہور سے ملتان چلیں اور عیادت کر آئیں لیکن زندگی کے آخری ایام میں ان کی زیارت مقدر نہ تھی بارہا اور اب مکمل ارادے کے باوجود زیارت سے محرومی رہی۔ اور ۲۴ تاریخ کو ملتان ایرسن گراؤنڈ (اب سپورٹس گراؤنڈ) میں جب سب حضرات نماز عصر ادا کر رہے تھے۔ ہم نے حضرت سید ابو ذر بخاری (کہ سالہاسال سے وہ اسی نام کو اپنے لئے استعمال کرتے تھے) کے جسد خاکی کی زیارت کی۔ اور اس کے بعد ہزاروں افراد نے مرحوم کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی۔ میت کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے ہوئے تھے۔ لیکن ہم کوشش کے باوجود ان کو ہاتھ نہ لگا سکے کہ کمزور افراد کے لئے یہ بہت مشکل تھا۔ صبر کیا اور جانشین امر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مجلس احرار اسلام کے سرپرست کو اپنے والدین کے ساتھ جلال باقری قبرستان (نزد باغ لانگے خاں) میں دفنا دیا گیا۔ عشاء کی نماز کے بعد دار بنی ہاشم مہربان کالونی میں بیسیوں سوگواروں نے تعزیتی جلسہ میں مرحوم کی خدمات اور زندگی کے مستقل موقف اور مشن کی استقامت پر خراج عقیدت ادا کیا اور یوں ایک انسان جو مجلس احرار اسلام کی جیتی جاگتی کہانی تھا۔ قائدین احرار کی گود میں بیٹھ کر، جوان ہو کر جس نے سینکڑوں عنوانات کو حافظے میں محفوظ کیا ہوا تھا وہ خود سلف صالحین اور کاملانِ راہ کے ساتھ جا ملا۔ نمعلوم حضرت سید محترم مرحوم نے اپنی ان یادداشتوں کو قلم بند بھی کیا یا اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ خدا کرے کہ ان کا کوئی لکھا ہوا مسودہ موجود ہو جو برصغیر کے حالات اور بزرگوں کے احوال پر اسناد کی حیثیت رکھتا ہو گا۔ ان کے وارث ان کو جلد منصہ شہود پر لائیں۔ بہر حال ایک عہد کی مختلف داستانوں کی حامل شخصیت ہم سے جدا ہو گئی۔

قیام پاکستان کے بعد برصغیر کے سب سے بڑے خطیب نے ایک کچے مکان میں اپنی زندگی کے

(جیل کے علاوہ) پندرہ سال گزار دیئے جبکہ برصغیر کو آزاد کرانے میں ان کا ہر اول دستے میں نام تھا اور اسی برصغیر کی آزادی کے بعد ایشیا کے اکثر ممالک آزاد ہوئے۔ ملک کو آزاد کرنے کی جدوجہد میں ان کا مقدر جیل یا ریل تھا! اور جو لوگ اس وقت انگریز کے منظور نظر اور خطاب یافتہ تھے وہ پاکستان کے بعد بھی پیرانِ تسمہ پا کی طرح قوم پر سوار ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں امیر شریعت نے جس مکان میں جان جاں آفرین کے سپرد کی تھی ۳۳ سال دو ماہ بعد اسی مکان میں ان کے جانشین نے اپنے والد کی راہ لی۔ امیر شریعت نے دیگر "داعیانِ اسلام" کی طرح اپنی اولاد کے لئے دنیوی تعلیم اور زخارف دنیا کو پسند نہیں کیا بلکہ ان کے لئے وہی طرز پسند کیا جس کو خود ساری عمر اختیار کئے رکھا اور ان کو سادگی، قناعت، کفایت شعاری لیکن فقر غیور، خودداری، جرات و شجاعت اور دینی اعمال پر چھوڑا۔ بیٹیوں کے علاوہ چار بیٹے حضرت مولانا سید عطاء المنعم (جو جدا ہو گئے) مولانا سید عطاء المحسن، مولانا سید عطاء المومن اور مولانا سید عطاء المہیمن سلمہم اللہ تعالیٰ جرأت و شجاعت اور شکل و صورت میں "الولد سر لابیہ" کے مصداق ہیں اور اپنے گرامی قدر والد کی جماعت مجلس احرار اسلام کا پرچم تھامے ہوئے اعلاء کلمۃ الحق اور تحفظ ختم نبوت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے ہوئے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اولاد و برادران سلمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے عظیم والد کے مشن و موقف پر مستقیم رہنے کی توفیق رفیق فرمائے (آمین) حافظ عبدالرشید ارشد (ماہنامہ الرشید لاہور نومبر ۹۵ء ص ۷۴ تا ۶۱)

❄

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعُون (ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند ارجمند مولانا سید ابو معاویہ عطاء المنعم بخاری جو طویل علالت کے بعد ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو دار فانی سے عالم جاوداں میں چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب مولانا صاحبزادہ ابرار احمد صاحب بگوی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا مرحوم نے ساری زندگی قرآن و سنت کی خدمت کرنے۔ مرزائیت اور دیگر مذاہب باطلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے بسر کی۔ آپ کی زندگی کا خصوصی مشن صحابہ کرامؓ کا دفاع اور (خصوصاً) سیدنا امیر معاویہؓ اور بنوامیہ کی اسلامی خدمات کو اجاگر کرنا تھا۔ بنوامیہ دشمنی پر مبنی پروپیگنڈہ کا توڑ کرنا آپ کی تقریروں اور تحریروں میں نمایاں ہوتا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ہر مشکل کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ مولانا کے انتقال سے علمی دنیا میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ رب الکریم آپ کے درجات کو بلند فرمائے (آمین) اراکین ادارہ سوگوار خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے (آمین)

مولانا مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے دارالعلوم عزیزیہ بگویہ جامع مسجد بھیرہ میں قرآن خوانی ہوئی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی (ادارہ)

(ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ، اکتوبر/نومبر ۹۵ء ص ۲۸)